

## امیر المومنین، امام المتقین، قاتل المشرکین، خلیفہ راشد و عادل سیدنا علی رضی اللہ عنہ

مولانا سید عطاء الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

### شجرہ نسب:

آپ کا شجرہ نسب والد کی طرف سے یوں ہے۔  
علی بن عبد مناف (ابوطالب) بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ ماں کی طرف سے علی بن فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں۔ عبد مناف کی اولاد بہت تھی۔ اسباب معاش بہت کم، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی کو چچا سے مانگ لیا کہ اس کی تربیت و تعلیم اور پرورش کا میں کفیل ہوں۔ ابوطالب نے بخوشی بیٹا دے دیا۔ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پالا پوسا، پروان چڑھایا، قلب علی کو نور ایمان سے منور کیا، علم و عمل کی نعمتوں سے مالا مال کیا، داماد بنایا اور ”اقضیٰ ہم علی“ کے منصبِ جلیلہ پر فائز کیا۔

### کنیت:

آپ کو ابو الحسن ابو تراب کی کنیت سے یاد کیا جاتا ہے اور ایک غیر مشہور کنیت آپ کی ابو القاسم البہاشمی بھی ہے۔

### قبول اسلام:

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حکم ہوا کہ وانذر عشیرتک الاقربین (الشعراء: ۲۱۴) کہ اپنے قرابت داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈراؤ۔ کہ شرک چھوڑ کر توحید ربانی کی طرف آجائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس ”عشیرہ“ برپا کی۔ تمام اعزہ و اقرباء کی دعوت کی اور انھیں اسلام کی طرف بلایا۔ اپنی نبوت کی خبر صادق سنائی۔ تمام اعزہ خاموش رہے۔ ابولہب بھٹا اٹھا اور ابوطالب خاموش رہا۔ مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ جن کی عمر اس وقت ۷ برس بتائی جاتی ہے۔ کھڑے ہوئے اور قبول حق کا اعلان فرمایا۔ توحید و نبوت کی شہادت پڑھی اور حلقہ بگوش محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے۔

آپ کی عمر کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے محققین کا قول یہ ہے کہ آپ ۷ برس کے تھے۔ اسی لیے اہل سنت نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان علی بن عبد مناف (ابوطالب) ہیں۔ آپ کے اسلام کا سبب قوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت تھی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قرب تھا۔ بعض لوگوں نے فضائل و مناقب کے باب میں بڑے رد و کد کا اظہار کیا ہے۔ ان میں زیادہ روایات ابن عباس کے جمع کی ہیں۔ ابن کثیر فرماتے ہیں:

لا یصح شی منہا واللہ اعلم (۱) ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں۔

## ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

## دین و دانش

محمد ابن کعب قرظی فرماتے ہیں۔ عورتوں میں خدیجہ الکبریٰؓ اسلام لائیں اور مردوں میں ابوبکرؓ علیؓ۔  
ولکن کان ابوبکر یظہر ایمانہ وعلی یکتُم ایمانہ قلت خوفاً من ابیہ ثم امرہ ابوہ  
بمتابعہ ابن عمہ ونصرتہ۔ (۲)  
اور لیکن حضرت ابوبکرؓ اپنا ایمان ظاہر کرتے تھے اور حضرت علیؓ اپنے والد کے خوف سے ایمان چھپاتے تھے۔ پھر ان کے والد  
نے انہیں چچا کے بیٹے کی پیروی اور اس کی مدد کا حکم دیا۔

## ہجرت:

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے بعد آپ نے ہجرت کی۔

## مواخات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کو ہل بن حنیف انصاری کا بھائی بنایا۔  
و ذکر ابن اسحاق وغیرہ من اهل السیر والمغازی ان رسول الله صلى الله عليه  
وسلم اخى بينه وبين نفسه وقد ورد في ذلك احاديث كثيرة لا يصح شي منها  
لضعف اسانيدہ وركه بعض متونها۔ (۳)  
ابن اسحاق اور ان کے علاوہ علماء سیرت و مغازی نے ذکر کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ کو اپنا بھائی  
بنایا اور اس سلسلہ میں بہت سی احادیث لائے ہیں۔ لیکن ان میں سے کچھ بھی درست نہیں۔ بعض کی سند کمزور ہے اور بعض  
کے متن ہی رکیک ہیں۔

## غزوات میں شرکت:

آپ نے غزوہ بدر میں داد شجاعت دی اور بہر نوع غالب رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے آپ کا  
ہاتھ اس دن ”ید بیضاء“ تھا اور یہ سب نبی کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کا اثر تھا۔ حضرت علیؓ، حمزہ اور عبید ابن  
حارث کے مقابلہ میں عتبہ، شیبہ اور ولید بھی سامنے تھے تو اللہ نے ان کے باطنی و ظاہری بغض و عداوت کے بارے میں  
آیت نازل فرمائی: هَذَا نِ حَصْمَانِ اخْتَصِمُوا فِي رَبِّهِمْ (الحج: ۱۹)  
بعض روایات ایسی مشہور کر دی گئی ہیں کہ ان کے رد کرنے پر جاہل حتیٰ کہ مولوی بھی جڑ بڑھتے ہیں کہ بدر کے  
دن آسمان سے آواز آئی: لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی۔ تلوار تو بس ذو الفقار ہے اور جو ان تو فقط علی ہیں۔

ابن عساکر کہتے ہیں، یہ روایت مرسل ہے (۴)۔ ہاں، ایک روایت اس وجہ سے درست مانی جاسکتی ہے کہ اس  
پر قرآن گواہ ہے کہ غزوہ بدر میں اللہ نے ۸ ہزار فرشتے محمد و اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے قطار اندر قطار نازل  
فرمائے اور وہ ابلیق گھوڑوں پر سوار تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ابوبکرؓ اور مجھے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام۔

## ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

## دین و دانش

فرمایا اسرائیل علیہ السلام وہ عظیم فرشتہ ہے جو قتال و جہاد میں حاضر تو ہے لیکن قتل نہیں کرتا۔ (۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں بھی شریک تھے اور دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ افواجِ اسلامیہ کے میمنہ پر مقرر تھے اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا آپ نے تھا۔ آپ نے احد کی جنگ میں شدید ترین حملے کیے اور مشرکین کے کشتوں کے پستے لگا دیئے۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور زخمی ہو گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی بڑھ کر آپ کا چہرہ انور صاف کیا تھا۔ آپ غزوہ خندق، حدیبیہ، خیبر میں برابر شریک اصحابِ رسول رہے۔ اسی طرح فتح حنین اور طائف میں بھی آپ بقیہ اصحابِ رسول کی صف میں شامل اور معیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل تھے۔

## امامت و نیابت:

سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے مدینہ سے نکلنے لگے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ساکنانِ مدینہ پاک پر اپنا نائب مقرر کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ اتخلفنی مع النساء والصبيان

”اے اللہ کے رسول! مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟“

تو اس کے جواب میں اعلم الناس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي

علی! تو اس بات پر راضی نہیں کہ جس طرح موسیٰ کے لیے ہارون تھے تم میرے لیے اسی طرح ہو۔ جو اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں چلے گی۔

نبی ایک پیرِ پڑ ہے۔ اس پر قناعت کرو اور بس۔ اس نصیحت کا واضح تعلق اس بات سے ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک محدود حکم تھا اور وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس حکم کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ سیدنا ہارون علیہ السلام کو جو نیابت ملی تھی، وہ محدود تھی۔ مطلق نہ تھی۔ اور اگر اس واقعہ کو خلافت مطلقہ مان لیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں فرمایا بلکہ سیدنا عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو مسجدِ نبوی کی امامت پر مامور فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سیدنا ہارون علیہ السلام صرف چالیس دن کے لیے نائب مقرر کیے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ کی ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی اور آپ موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس قبل انتقال فرما گئے۔ (بحوالہ مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں آپ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا مگر تنہا نہیں بھیجا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کے ہمراہ بھیجا تا کہ حالات مکمل طور پر آپ کے قبضہ میں رہیں۔ لیکن اپنی وفات کے بعد کوئی مخفی یا ظاہری حکم نہیں دیا۔ ایسی تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب سیدنا کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور حیاتیاتی عناصر ساتھ چھوڑتے ہوئے دکھائی دیے تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب نے سیدنا علی

## ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

## دین و دانش

رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کے بعد کائنات اور امت کس کے سپرد ہوگا۔  
سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیمن الا مر بعدہ؟ فقال واللہ لا اسئلہ فانہ منعنا ہا  
لا یعطینا ہا لناس بعدہ ابداً

فرمایا: اللہ کی قسم میں نہیں پوچھتا کہ اگر آپ نے انکار فرمادیا تو لوگ قیامت تک مجھے یہ عہدہ و نیابت نہیں دیں گے۔ تمام احادیث کی تفصیلات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے خاندان کے بارے میں کوئی وصیت نیابت و امامت نہیں فرمائی۔ (۶)  
رافضی اور وعظ فروش مولوی جس وصیت و امامت کی دہائی دیتے ہیں وہ سراسر جھوٹ، بہتان اور افتراء ہے۔ اگر اس وصیت کو ہم مؤمنین اہل سنت مان لیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ صحابہ (معاذ اللہ) خائن تھے جو وصیت رسول کے نفاذ میں بددیانتی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں صحابہ کی اجماعی حیثیت کو یوں واضح فرمایا گیا ہے کہ:

(۱) صحابہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔

(۲) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عہد اور بعد کے زمانہ میں بہترین زمانہ کے لوگ تھے۔

(۳) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کے اشرف لوگ ہیں۔ (بص قرآن)

(۴) اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلف و خلف کا اجماع ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں غیر مسئول ہیں اور حسن عاقبت، نجات و مغفرت اور معیت رسول کے خطاب یافتہ ہیں۔

لفظ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا جامع لفظ ہے جس میں تمام اعزہ و اقرباء، اہل سنت اور دیگر اہل ایمان برابر کے حصہ دار ہیں۔ بخلاف دوسری نسبتوں کے کہ وہ تفریق کا موجب بنتی ہیں۔

ان سے گریز اولیٰ ہے۔ (فہم) (۷)

## بیعت و خلافت:

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہفتہ کے دن ۱۹ ذی الحجہ ۳۵ھ کو آپ کی بیعت عام ہوئی۔ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سب سے پہلے آپ کی بیعت سیدنا طلحہ نے کی اور فرمایا یہ کام یوں پایہ تکمیل تک نہ پہنچے گا۔ چنانچہ آپ مسجد میں آئے اور بیعت عام ہوئی۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے ان کی بیعت نہ کی۔ ان کے اسماء یہ ہیں:

(۱) حسان بن ثابت (۲) کعب بن مالک (۳) مسلم بن مخلد (۴) ابوسعید (۵) محمد بن مسلم (۶) کعب بن عجرہ اور مدینہ کے کچھ لوگ شام کو چلے گئے اور انھوں نے سیدنا علی کی بیعت نہیں کی۔ ان کے اسماء یہ ہیں (۱) قدامہ بن مظعون (۲) عبداللہ بن سلام (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) مروان بن حکم (۵) ولید بن عقبہ (۶) ابن عمر (۷) سعد بن ابی وقاص (۸) صہیب (۹) زید بن ثابت (۱۰) محمد بن ابی سلمہ (۱۱) سلمہ بن سلامہ بن ارش (۱۲) اسامہ بن زید، رضوان اللہ علیہم اجمعین  
ایک اور روایت کے مطابق باغیان کوفہ و مصر اور بصرہ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

## ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

## دین و دانش

کے پاس باری باری گئے مگر انھوں نے ان کو کھلے لفظوں میں مردود قرار دیا۔ پھر سیدنا علیؑ کی خدمت میں آئے تو مالک الاشتر نے سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔ جب کہ یہ شخص قتل عثمانؓ میں بڑے مکروہ کردار کا حامل تھا۔ اس کے بعد تمام باغیوں نے بیعت کی۔

بہر حال ان مذکورہ بزرگ صحابہؓ کے علاوہ تمام مسلمانوں نے بیعت کی اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ حق تھی۔ مگر خلافت علی منہاج النبوة۔ یعنی نبوت کے طریقے پر خلافت صرف حضرت ابو بکر و عمر کی خلافت تھی۔ رضی اللہ عنہما۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ خلافت:

حمد لله واثنی علیہ ثم قال ان لله تعالیٰ انزل کتاباً ہادیاً بین فیہ الخیر والشر فخذوا بالخیر ودعوا الشر۔ ان الله حرم محرماً مجهولاً، وفضل حرمة المسلم على الحرم کلہا وشد بالاخلاص والتوحید حقوق المسلمین، والمسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ الا بالحق لا یحل لمسلم آذن مسلماً الا بما یحب۔ بادروا امر العامة وخاصة احدکم الموت فان الناس امامکم واثما خلفکم الساعة تحدو بکم فتخففو تلحقوا۔ فانما ینتظر الناس اخر اھم، اتقوا الله عبادہ فی عبادہ وبلادہ فانکم مسئولون حتی عن البقاع والبهائم ثم اطیعوا الله ولا تعصوه، واذا راثیتم الخیر فخذوه، واذا راثیتم الشر فدعوه (۸)

وَ اذْكُرُوا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِی الْاَرْضِ (انفال: ۲۶)

اللہ کی حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا بے شک اللہ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں خیر و شر کو واضح کیا ہے۔ پس تم خیر کو تمام لو اور شر کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے مجہول حرم کو حرام کیا ہے۔ اور مسلمانوں کی حرمت کو تمام مقدسات پر ترجیح دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو اخلاص اور توحید سے پابند کیا ہے۔ اور مسلمان وہ ہے کہ حق کے سوا مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو واجب اذیت کے بغیر ایذا نہیں پہنچا سکتا۔ لوگوں کے کاموں کی طرف سبقت کرو۔ تم میں سے کسی کو بھی موت آئے تو یہ خاص بات ہے۔ بلاشبہ لوگ تمہارے سامنے ہیں اور قیامت تمہارے پیچھے ہے جو تمہیں ہانک رہی ہے۔ پس تم ہلکے پھلکے ہو جاؤ اور ہانپ جاؤ۔ لوگوں کی آخری گھڑی منتظر ہے۔ اللہ کے بندوں اور ان کے شہروں کے بارے میں ڈرتے ہو۔ تم سے اراضی اور جانوروں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو۔ جب تم خیر کو دیکھو تو فوراً اپنا لو اور جب شر دیکھو تو فوراً چھوڑ دو۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب تم ضعیف و ناتواں تھے۔ زمین میں اور بہت تھوڑے تھے۔“ (القرآن)

چونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ابتداء کرنے والے مصری، کوئی اور بصری باغی ہی تھے جنہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوب پہچانتے تھے۔ مگر حالات کی سنگینی اور تقاضے کچھ مختلف تھے۔ اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (۱) مسلمانوں کی عام حرمت (۲) ان کی املاک کی حرمت (۳) ان کے خون کی حرمت (۴) اختلافات کے باوجود نفسی،

## ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان

## دین و دانش

شخصی اور منصبی حرمت کی بھی نصیحت فرمائی۔ (۵) انھیں سمجھایا اور قائل کرنے کی کوشش کی کہ اب باہمی آویزش کی بجائے مل جل کر رہو۔ (۶) لوگوں کے کام کرو۔ ان کی ضروریات کی کفالت کرو کہ اسی میں اجر ہے اور یہی فخر بھی۔ (۷) موت تم پر منڈلا رہی ہے، قیامت تمھیں ہانک رہی ہے۔ (۸) انسانوں، زمینوں، جانوروں اور تمام حرمتوں کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ (۹) سنبھلو اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرو۔ (۱۰) دیکھو اللہ سے ڈرتے رہو۔ نفس کے ”احکام“ مت مانو۔ اللہ کا حکم مانو، اس کی نافرمانی نہ کرو۔ (۱۱) خیر اپناؤ اور شر چھوڑ دو۔ قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تربیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ میں جھلک رہی ہیں اور واضح طور پر دل و نگاہ کو آگہی، شعور اور نور بصیرت مل رہے ہیں۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ایک حاکم اور قوم کے لیے یکساں نفع اس سے ملتا ہے۔ مگر براہواشتیری گروہ کا کہ انھوں نے ان میں سے کسی ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔ بلکہ اس کے برعکس امت میں فتنہ برپا کیا۔ صحابہ کو قتل کیا، ان کا مال لوٹا۔

(۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقدس مشن قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کو سبوتاژ کیا۔ ان پر شب خون مارا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مصالحت کی تمام تدابیر فتنہ و فساد اور خوں ریزی کے سپرد کر دیں۔ (۹)

(۲) سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۱۰)

(۳) سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۱۱)

(۴) سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۱۲)

(۵) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ جنگ جمل کے بعد مالک الاشتر نے کہا کہ اگر علی ہمارے ساتھ راست نہ رہے تو الحقنا علیاً بعثمان کہ علی کو بھی عثمان سے ملا دیں گے۔ (۱۳)

(۶) وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے گروہ کو باطل اور باغی تصور کرتے تھے اور ان کے ساتھ باغیوں جیسا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایہا الناس امسکو عن هؤلاء القوم ایديکم والسنتکم۔

لوگو! اپنے ہاتھ اور زبانیں روکو اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کو کچھ مت کہو۔ (۱۴)

(۷) اور یہ کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جمل و صفین کے مقتولین کا جنازہ پڑھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور ثالثی قبول کی تو انہی قاتلین عثمانؓ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت بھی کر دی (۱۵)۔ اور اتہام و دشنام کی انتہا کر دی۔

(۸) پھر جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو انہی قاتلین عثمان نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا۔ انھیں سخت سست کہا اور ان کی بہت بے عزتی کی۔ (۱۶)

(۹) مالک الاشتر، حکیم بن جبلة، شریع ابن اونی، عبداللہ ابن سبا، سالم بن تعلیہ، غلاب بن الہیثم باغیوں کے روساء

نے جب نافرمانیوں کی حد کردی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے باواز بلند فرمایا:

لعن اللہ قتلة عثمان - قاتلین عثمان پر اللہ کی لعنت ہو۔ (۱۷)

دوسری جگہ فرمایا: اللہم العن قتله عثمان۔ (۱۸)

(۱۰) اسی مالک الاثر نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جنگِ جمل میں شدید زخمی کیا۔ آپ کے جسم پر ۳۷ زخم تھے۔

آپ نے بڑی پامردی، استقامت، بسالت اور شجاعت کے ساتھ ان موزیوں کا مقابلہ کیا اور سیدہ کائنات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ الحمیر رضی اللہ عنہا کے دفاع کا حق ادا کر دیا۔

(۱۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اصحاب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مال اسباب انھیں واپس کیا تو یہ اشتری سبائی

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر طعن زنی کرنے لگے: کیف یحل لنا دمائهم ولا تحل لنا اموالهم (۱۹)

ان کا مال ہمارے لیے حلال نہیں تو ان کا خون بہانا ہمارے لیے کیسے حلال ہے؟

جب یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ (معاذ اللہ)

عائشہ اس کو حصہ میں ملے؟“ میں نے نمونہ کے طور پر سبائیوں اور اشتریوں کی بدکاریاں گنوائی ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ سے

سلامتی پھیلی نہ ان کی زبان سے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گیارہ نصیحتیں تھیں۔ انھیں کے مقابلہ میں ان کی گیارہ بدعہدیاں،

نافرمانیاں اور خباثتیں ذکر کی ہیں۔ اگر ان کی دناؤوں اور شرارتوں کا ذکر مقصود ہوتا تو اس کے لیے کئی صفحات درکار ہیں۔

میری حیرانی اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب میں نے عصرِ حاضر کے بعض محققین کو ان کی بدکاریوں سے چشم پوشی کرتے

دیکھا۔ میں نہیں سمجھ سکا ان ”محققوں“ کو ان سبائی اور اشتری بدکاروں سے کیوں محبت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پورا دور حکومت ان ریشہ دوانیوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اگر یہ لوگ سیدنا علی رضی

اللہ عنہ کے اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہوتے تو آپ کی ہدایت پر عمل کرتے۔ عوام اور خواص کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتے

جو پہلے ہی دن آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ آپ نے تو عام انسانی حقوق کے بارے میں وہ بات فرمائی ہے جو آج اقوام متحدہ

کے انسانی حقوق کے چارٹر میں بھی نہیں مگر ان سبائی، خارجی اور اشتری ظالموں نے اکابر صحابہؓ کے منصب و حقوق کی بھی پروا

نہیں کی۔ اے کاش وہ ظالم ایسا نہ کرتے۔

☆☆☆

### حوالہ جات

(۱) البدایہ والنہایہ، ص ۲۲۴، ج ۷ (۲) ایضاً (۳) ایضاً (۴) ایضاً (۵) ایضاً (۶) ص ۲۲۵ (۷) ص ۲۶۶ (۸) البدایہ، ص ۲۲۷، ج ۷

(۹) البدایہ، ص ۲۴۰، ج ۷ (۱۰) البدایہ، ص ۲۳۹، ج ۷ (۱۱) ص ۲۴۲ (۱۲) ص ۲۴۲ (۱۳) ص ۲۳۹ (۱۴) ص ۲۳۹ (۱۵) ص ۲۷۳، ج ۷

۲۸۵، ج ۷ (۱۶) ایضاً (۱۷) ص ۲۴۱ (۱۸) ص ۳۴۳ (۱۹) ص ۲۴۵